افکار و اخبار

بنام مدیر الحق

★ غرق فرعون — ڈاکٹر حمید اللہ صاحب فرانس
★ دارالعلوم کو مبارک باد — جناب امتیازی سیکرٹری وزارت مذہبی امور
★ تحسین اور دعائیں — ڈاکٹر تنزیل الرحمان اور دیگر

فرعون کے غرق ہونے اور لاش کے بارہ میں دونوں قسم کے نقطۂ نظر پہ کافی روشنی پڑ چکی ہے اس موضوع پر فاضل گرامی مرتبت ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا یہ مکتوب آخری سمجھا جائے۔ یہ بات قارئین کے ذہن میں رہنی چاہئے کہ افکار و اخبار کے تحت مراسلات سے ادارہ الحق کا اتفاق ضروری نہیں علمی اور تحقیقی گوشے اجاگر کرنے کے لئے بعض موضوعات اس کالم میں زیر بحث لائے جاتے ہیں (ادارہ)

غرق فرعون اور ڈاکٹر حمید اللہ فرانس کا ایک اور مکتوب

محترم و مکرم زاد فیضکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

★ مؤقر مجلہ الحق کا شمارہ جمادی الآخر ۱۴۰۳ھ پہنچا۔ سراپا ممنون ہوں۔

فاضل محفوظ خان صاحب کو بھی ص ۹ پہ اعتراف ہے کہ قرآن مجید میں کہیں ذکر نہیں ہے کہ سمندر نے فرعون کی لاش کو ساحل پہ پھینکا ہو۔ اس مفہوم کی کوئی حدیث نبویؐ بھی نہیں ملتی۔ لاش کا بچ رہنا بھی معجزہ ہے چاہے سمندر واپس پھینکے یا آدمی ہی اسے نکالیں۔ نتیجہ واحد ہے جب قرآن و حدیث سے انکار نہیں اور بعض ہمارے آپ کے جیسے غیر معصوم آدمیوں کی رائے سے اختلاف کیا جائے (کہ اختلاف امتی رحمۃ) تو یہ کفر نہیں سمجھنا چاہئے۔

جو اقتباسات انہوں نے اپنے ہمرائے لوگوں سے نقل کئے ہیں وہ سب کے سب اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ کوئی بھی خدا یا رسول کے استناد سے نہیں۔ مولانا مودودی مرحوم زندہ ہوتے تو میں ان سے ان کا ماخذ پوچھتا۔ وہ حق پسند تھے اور اپنی غلطیوں کو مان لیتے تھے۔ متعدد تجربوں میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں۔ تفہیم القرآن ج ۴ ص ۱۱۹ میں ام المومنین حضرت جویریہؓ کو یہودی خاندان سے بتایا ہے وہ بنی المصطلق یعنی خزاعہ کی ٹھیٹ عرب تھیں۔ میرے استفسار پر مرحوم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ اڈیشن میں اصلاح کر دیں گے۔

قرآن میں تفصیل نہ ہو تو خلا کو پر کرنے کے لئے ہمارے مفسر اکثر نومسلم یہودیوں سے مدد لیتے رہتے ہیں ان میں سے ایک کا ذکر کرتا ہوں صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالسنۃ باب (۲۵) میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "کعب الاحبار نومسلم یہودیوں میں سب سے سچے ہیں۔ (من اصدق هؤلاء) اس کے باوجود (و ان کنا لنبلو علیہ الکذب)" تا بدیگراں چہ رسد؟ اسرائیلیات سے حضرت ابن عباسؓ جیسے صحابی بھی استفادہ کریں تو اس کی حیثیت اسرائیلیات سے بڑھ نہیں سکتی

اسی جنوری نمبر میں جس سے محترم محفوظ خان صاحب نے استدراک فرمایا ہے، میرے اپنے عریضے کے عین مقابل کے صفحے پر مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کی ایک پیاری مشورت و نصیحت چھپی ہے۔ کاش وہ بھی اس سے استفادہ فرمائیں جس طرح میں کر رہا ہوں۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ توریت کے عبرانی نسخے میں غرق فرعون کے مقام کو بحر القصب کا نام دیا گیا ہے (سمندر کے کھارے پانی میں قصب گھاس کہاں اُگ سکتا ہے؟) اور لاطینی ترجمے کے وقت کیتھلک پادریوں نے تحریف کر کے بحر احمر لکھ دیا کہ یہ زیادہ دلکش معلوم ہوا۔ معجزہ دریائے نیل میں بھی ہو سکتا ہے، سمندر میں بھی۔ دریائے نیل کے ایک مشہور واقعے سے جو ابن کثیر، ابن عبدالحکم، ابن تغری بردی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ آپ کے ناظرین کو دلچسپی ہوگی۔

مصر کی فتح پر مقامی کسان حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر کے پاس آئے اور کہا کہ مصر کی زندگی دریائے نیل کی سالانہ طغیانی پر ہے۔ اور اس کے لیے ضروری ہے کہ سالانہ ایک دوشیزہ کو بھینٹ چڑھایا جائے۔ حضرت ابن العاصؓ نے روک دیا کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ خدا کا کرنا یہ ہوا کہ اس سال حبشہ میں بارش میں تعویق ہوئی اور مصری کسان ترکِ وطن کی تیاری کر کے اتمام حجت کے لیے پھر حضرت ابن العاصؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے خلیفہ حضرت عمرؓ کو خط لکھا۔ وہاں سے فوراً جواب آیا کہ ممانعت بالکل ٹھیک ہے۔ ایک خط ملفوف ہے وہ مرسل الیہ یعنی دریائے نیل کو بھیج دو۔ اس خط میں لکھا تھا۔ اے نیل، اگر تو اپنی مرضی سے سیلاب لاتا ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں، مت لا۔ لیکن اگر یہ تجھ میں اللہ لاتا ہے تو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ تجھ میں سیلاب لائے۔ یہ خط گورنر نے دریا میں ڈال دیا۔ صبح ہونے تک دریائے نیل اپنی سطح سے سولہ ہاتھ بلند ہو گیا۔

اگر یہی بات فرعون کے زمانے میں بھی خدا نے کسی اور غرض کے لیے کی ہو اور دریائے نیل کی موجیں کالطود العظیم ہو گئی ہوں (دریا ایک اور آیت میں فی موج کالجبال ہوں جو سمندر نہیں تنور سے نکلے ہوئے پانی کے متعلق ہے) تو حیرت کی کیا بات ہے؟ معجزے کے لیے سمندر کا لزوم نہیں۔

فرعون کی لاش پر نمک کا پایا جانا ایک داستان پارینہ ہے اس بارے میں نومسلم ڈاکٹر موریس بوکای نے جسے رئیس مصر سادات نے فرعون کی لاش کی علمی تدقیق پر مامور کیا تھا لکھا ہے کہ "پرانے فرنگی نباش جنہوں نے فرعون کی لاش ڈھونڈ نکالی تھی طبیب نہ تھے اور جانتے نہ تھے کہ مصر میں لاشوں کو کس طرح مومیائی کی جاتی تھی۔ ہم اب یہ جانتے ہیں کہ لاش پر کا نمک سمندری پانی سے نہیں، مومیائی کی عملیات میں مستعمل دواؤں کے باعث ہے۔"

حمام فرعون یا جبل فرعون مقامی افسانوں سے تعلق رکھتا ہے جس کی کوئی علمی اساس نہیں۔ اسی مصر میں اب تک ایک باغ بتایا جاتا ہے کہ حضرت مریمؑ پر حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے وقت جس درخت سے کھجوریں گری تھیں وہ اسی باغ کا درخت تھا۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ معجزہ فلسطین میں پیش آیا تھا مصر میں نہیں۔

خدا فرعون کی لاش کی نجات سے عبرت دلاتا ہے۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔ خدا خود نہیں آتا کہ اپنے ہاتھ سے

لاش کو دریا میں سے باہر نکالے بلکہ ہر چیز کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے کبھی فرشتوں سے تو کبھی انسانوں سے۔ مگر کام کراتی ہے خدا ہی کی مشیّت۔

میں نے کبھی کہیں نہیں لکھا کہ فرعون کے ساتھ "ایک لاکھ سے زائد فوج" غرق ہوئی کہ لاش کو پہچاننے میں غوطہ خوروں کو دشواری ہو۔ فرعون کے شاید فوجی رتھ سے پانی میں گرتے ہی ہمراہی پانی میں کود پڑتے ہیں۔ مقام اور شاہی لباس سے نشاندہی میں کیا دشواری ہو؟

علمی معاملات میں لکیر کی فقیری کام نہیں دیتی۔ اللہ کا فرمان ہے کہ قُل ربّ زِدنی علما۔ موجودہ بحث میں مثلاً مصر کا اٹلاس دیکھیں۔ بنی اسرائیل کا مسکن جو بوقتِ خروج تھا اور دہانۂ نیل (ڈلٹا) میں تھا، وہ کہاں تھا۔ دہانۂ نیل میں دریا کی جو پندرہ بیس شاخیں ہیں ان کو عبور کرنا اور فرعونستان سے نجات پانے کے لئے جانا ہے تو صحرائے تیہ میں کس طرح جانا ممکن ہے؟ دہانۂ نیل سے بحر احمر کتنی مسافت پر ہے؟ فرعون یقیناً خروج کے وقت ڈلٹا میں نہ تھا بلکہ ممفیس کے جنوبی پایۂ تخت میں تھا۔ ورنہ خروج کی جرأت نہ کی جاتی۔ فرعون اور اس کی فوج کے تعاقب سے بچنے کے لئے دہانے سے راست سینا کو جلد سے جلد جانا چاہیے تھا یا کھلے میدان میں آکر فرعونی فوج کا آسان شکار بننا قرین مصلحت تھا؟ وغیرہ وغیرہ

خدا سے دعا ہے کہ ہم سب کو وفقنا لما تحبّ وترضاہ۔ الحق یعلو ولا یُعلٰی علیہ

فقیر حقیر محمد حمید اللہ
فرانس ۲۱ رجب ۱۴۰۲ھ

محترم جناب مولانا سمیع الحق صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ خبر پڑھ کر بہت مسرت حاصل ہوئی کہ آپ کے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ایک قاری جناب حافظ محمد سلیمان صاحب نے سعودی عرب میں منعقدہ مقابلہ تجوید و قرأت میں سب سے نمایاں حیثیت حاصل کی اور ۵۵ ہزار ریال کا گراں قدر انعام حاصل کیا۔ میری جانب سے اس کامیابی پر مبارکباد قبول فرمایئے۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا ادارہ آئندہ بھی اپنی درخشاں روایت کو قائم رکھے گا۔ اور علوم اسلامی کے تمام شعبوں میں ترقی کے مراحل طے کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ادارے کو آئندہ بھی ایسی کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔ مع السلام

خیر اندیش

عرفان احمد امتیازی - ۷ رمئی

سیکرٹری وزارت مذہبی امور اسلام آباد